

خاموش اژدها

چند دن پہلے صاحب کا فون آیا کہ لاہور آچکا ہوں۔ ملاقات ہونی چاہیے۔ فارم ہاؤس میرے گھر سے کافی دور ہے۔ وقت تو طے ہو گیا۔ مگر لاہور میں ٹرینک کے اور انسانوں کے سیالاب کی بدولت تھوڑی تاخیر سے پہنچا۔ فارم ہاؤس کے باہر مکمل طور پر تاریکی تھی۔ گمان ہوا کہ شائد صاحب انتظار کر کے سو گئے ہیں یا کسی اور جگہ جا چکے ہیں۔ غیر ملکی ملازم نے بتایا کہ صاحب گھر پر ہی ہیں۔ انتظار کر رہے ہیں۔ گھر اتنا وسیع ہے کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔ اندر گیا تو صاحب نہ سگار پی رہے تھے اور نہ ہی نزدیک کوئی پالتو سانپ بیٹھا ہوا تھا۔ ڈریسینگ گاؤن پہن کر بڑے انہماک سے ”ٹام اینڈ جیری“ کے کارٹون دیکھ رہے تھے۔ عجیب سالاگا۔ اتنی توجہ سے تو بچہ بھی کارٹون نہیں دیکھتا۔ با تین شروع ہو گئیں۔ کارٹون دیکھنے کی ضرورت کیوں آن پڑی؟ سوال سن کر صاحب نے ملازم سے کیوبن سگار منگوایا۔ سلاگا کر بڑے اطمنان سے کہا۔ کہ یہ کارٹون نہیں ہیں۔ کیا مطلب؟ ٹام اینڈ جیری تو حقیقت میں کارٹون ہی ہیں۔ دنیا جانتی ہے۔ تو پھر صاحب، کیسے کہا جاسکتا ہے کہ یہ بچوں کی تفریح کے لئے بہترین کارٹون نہیں ہیں؟ صاحب نے حد درجہ سنجیدگی سے جواب دیا۔ ڈاکٹر! تمہارا ملک اب ٹام اینڈ جیری کی سیریز بن چکا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ملک کا یہ روپ مزاحیہ نہیں بلکہ یونانی ٹریجیڈی ہے۔ تمہارے ملک سے کیا مراد ہے۔ آپ بھی تو پاکستانی ہیں۔ صاحب نے حد درجہ متانت سے سوچ کر جواب دیا۔ قطعاً پاکستانی نہیں ہوں۔ میرے پاس تو آر لینڈ کی شہریت ہے۔ پاکستانی پاسپورٹ تو صرف یہاں آنے جانے کے لئے استعمال کرتا ہوں۔ شہریت گیارہ برس پہلے حاصل کی تھی۔ جب مجھے یقین ہو چکا تھا کہ تمہارے ملک نے کبھی ترقی نہیں کرنی۔ اور یہاں آنے والا ہر دن، گزرتے ہوئے لمبے سے زیاد کرخت ہو گا۔ اور ہاں! اس پر زیادہ بحث بھی نہیں ہو گی۔ صاحب نے پوچھا کہ پاکستانیوں کی اکثریت ملک سے بھرت کیوں کرنا چاہتی ہے۔ نوجوان نسل کیوں یہاں رہنا نہیں چاہتی۔ ویسے میرے پاس اس سوال کا کوئی معقول جواب نہیں تھا۔ یہ بات تو حقیقت ہے کہ ہمارے ملک سے باہر جانے والے خواہش مند حضرات کی تعداد حد درجہ زیادہ ہے۔ ہاں! شائد ریٹائرڈ اور بوڑھے لوگوں کے لئے ملک سماجی طور پر قدرے بہتر ہے۔ وسے کافی حیرت ہوئی کہ صاحب کے ماس غیر ملکی شہریت

ہے۔ اس امر کا ذکر کبھی پہلے نہیں کیا گیا۔

صاحب نے طویل مکالمہ شروع کر دیا۔ ڈاکٹر! یقین کرو کہ میں ایک ہفتہ سے لاہور میں ہوں۔ یہاں اقتدار کا کھیل طول پکڑ چکا ہے۔ ماردھاڑ اور تبدیلی بلکہ مزید سیاسی تبدیلی بھی ہونے والی ہے۔ مگر یہاں کسی سے بھی نہیں ملا۔ بہت سے اہم لوگوں نے ملنے کی کوشش کی مگر میر اسٹاف انہیں ٹالتا رہا۔ حالانکہ بالکل فارغ تھا۔ مگر کیوں؟ اس بار یہاں آ کر اقتدار کا اتنا مشکل بلکہ گھناونا کھیل دیکھا ہے کہ عقل دنگ رہ گئی ہے۔ پاکستان کے مقتدر ادارے اور اہم ترین لوگ اس ملک کی قسمت سے کھیل چکے ہیں۔ کوئی بھی اس ملک کی ان گنت آبادی سے مخلص نہیں۔ پر یہ تو سب جانتے ہیں۔ میرے سوال کے بعد صاحب نے خاموشی سے اپنے ملازم کو ایک ٹیلی فون لانے کو کہا۔ یہ سٹیلی سٹ فون تھا۔ بُٹن دبایا تو چند پیغامات سنائی دیئے۔ دو تین لوگ، صاحب کو کہہ رہے تھے کہ ان کی اولاد کو فوراً مغربی ممالک میں منتقل کر دیں۔ نیز ان کی پاکستان میں پڑی دولت کو فوری طور پر سوٹر لینڈ بھجوادیں۔ ان لوگوں کی آواز کم از کم میرے لئے اجنبی تھی۔ مگر پیغامات تو عام سے ہیں۔ ان میں کوئی ایسی بات ہے جو ہمیں معلوم نہیں۔ سب کو پتہ ہے کہ کوئی بھی امیر شخص اس ملک میں اپنی اولاد اور دولت نہیں رکھنا چاہتا۔ صاحب نے پوچھا! آواز پہچانتے ہوئے نفی کے جواب میں بتانے لگے کہ یہ وہ اہم ترین لوگ ہیں جو ملک چلا رہے ہیں۔ بلکہ اس بد قسمت ملک کے مالک ہیں۔ خالی چہرہ پڑھ کر جب نام بتائے تو یقین فرمائیے عقل دنگ رہ گئی۔ اتنی بلند پایہ جگہوں پر بیٹھے ہوئے قائدین، جو ملک کی تقدیر ہیں۔ چھپ کر فیصلہ کر چکے ہیں کہ اب غیر ملکی محفوظ چراگا ہوں میں منتقل ہونا ہے۔ مگر یہی چند لوگ تو اس پاکستان کی موجودہ پہچان ہیں۔ نام جان کر بہت دکھسا ہوا۔ صاحب نے کہا کہ معلوم ہے کہ یہ دولت کوئی ہے۔ یہ صرف چار پانچ ماہ میں کمائی جانے والی غیر قانونی دولت ہے جواب ملک سے باہر لے جانا چاہتے ہیں۔ ذہن بھک سے اڑ گیا۔ مگر یہ چند لوگ تو عوام میں ایمانداری کی پہچان ہیں۔ صاحب نے ہنسنا شروع کر دیا۔ بلند سطح پر ایمانداری کا وجود کسی ملک میں بھی نہیں ہے۔ پاکستان تو خیر کسی کھاتے میں نہیں ہے۔ میرے ساتھ دنیا بھر کے اہم اور ناجائز دولت رکھنے والے رابطے میں رہتے ہیں۔ مگر جتنا جھوٹ بول کر پاکستان میں سفا کی سے لوٹ مار مسلسل جاری ہے۔ دنیا کے کسی اور ملک میں شائد نہ ہو۔ یہاں منافق سب سے زمادہ ہے۔ سچ بولنا گناہ سمجھا جاتا ہے۔ مجھے تو کوئی فرق نہیں رہتا۔ میرا تو سہ دھندا ہے۔ کاروبارے

کیونکہ اقتدار اور پسیے کے کھیل کا کھلاڑی ہو۔ مگر جو دھوکہ دہی یہاں مسلسل جاری ہے، شامندنیا کے کسی بھی خطے میں موجود نہیں ہے۔ ان لوگوں کا کام تو ہو جائے گا۔ مجھے کمیشن کی کثیر دولت بھی آجائے گی۔ پر ملک مزید کھو کھلا ہو جائے گا۔ ان شخصیات کے نام جانے کے بعد خیر میں نے کسی قسم کی کوئی بات نہیں کی۔

ٹام اینڈ جیری کا رُون کا کیا معاملہ ہے؟ صاحب نے غیر جذباتی طریقے سے جواب دیا۔ ڈاکٹر! اب یہ کھیل عروج پر ہے۔ بلی، چوہے کو پکڑنے کی کوشش کر رہی ہے۔ دوڑ لگی ہوئی ہے۔ کبھی چوہا سمجھتا ہے کہ وہ کامیاب ہو گیا۔ اور کبھی بلی گردانتی ہے کہ چوہے کو پکڑ لیا۔ عرض کرتا چلوں۔ ٹام اینڈ جیری دراصل چوہے اور بلی پر مبنی دنیا کے کامیاب ترین مزاحیہ سریز ہے۔ چوہا اپنی جان بچانے کے لئے ہر طرح کے ہتھنڈے استعمال کرتا ہے۔ بلی، چوہے کو زندہ دبوچنے کے لئے ہمہ وقت کوشش کرتی نظر آتی ہے۔ کبھی کبھی، دوسرے جانوروں کے خلاف یہ دونوں متعدد بھی ہو جاتے ہیں۔ بلی کو دباؤ میں رکھنے کے لئے طاقتوں کتے بھی موجود ہوتے ہیں۔ اور چوہے کو محفوظ رکھنے کے لئے اکثر کوئی پرنده یا کوئی دوسرا جانور ضرور آتا ہے۔ اس لئے عرض کیا کہ ذہن نشین ہو جائے کہ ٹام اینڈ جیری کا مطلب کیا ہے۔ مگر صاحب جس زاویہ سے بات کر رہے تھے۔ وہ مزاحیہ نہیں بلکہ مرثیہ تھا۔ خوفناک اور بر بادی کا ایک منظم پروگرام۔ سوال کیا! ان بائیکس یا چیپس کروڑ عام لوگوں کا مقدر کیا ہے۔ صاحب سوال سن کر مسکرانے لگے۔ یہ صرف جھوٹ سننا چاہتے ہیں۔ سچ ان کے لئے زہر قاتل ہے۔ لہذا یہ نعروں اور وعدوں پر خوش رہیں گے اور پھر مرنے کے بعد جنت میں جانے کی تیاری کرتے نظر آئیں گے۔ انہیں معلوم ہے کہ یہ غیر اہم ہیں۔ مگر تمہارے مقتنر لوگ انہیں چارے کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ کبھی وطن کی محبت کے نام پر، کبھی ہمسایہ ملکوں سے لڑوا کر، کبھی مذہبی تفرقہ بازی میں، کبھی بدامنی کے خوف سے ڈرا کر۔ بہر حال یہ لوگ بالکل بے حیثیت ہیں۔ یہی نغمے سننے رات کو بھانڈوں کے ٹوپی پروگرام دیکھنے، قرض لے کر بھلی کے بل بھرنے اور سڑکوں پر بے یار و مدد گار مرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ ان کا ترقی یا جدت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور یہ بار بار بے وقوف بننے کے لئے بھی تیار ہیں۔ ایک نعرہ ختم ہو جائے تو آپ نیا سیاسی محاورہ گھٹ لیں۔ ایک وعدہ پورا نہیں ہوا۔ تو دوسرے غیر حقیقی نعروں کے انتظار میں زندگی بس کر دینگے۔ جس دن ان پر حقیقت عیاں ہوگی، یہ ملک بدل جائے گا۔ مگر یہ کبھی ہونے نہیں دما جائے گا۔ آج صاحب کی ماں توں میں تھوڑی سی مابوئی تھی۔ جو میرے لئے حیران کن تھی۔ کیونکہ

صاحب تونیاوی طور پر کامیاب ترین افراد میں شامل ہوتے ہیں۔

وجہ پوچھی تو صاحب ٹال گئے۔ ڈاکٹر! یہ سیلا ب پاکستان کو بچا گیا ہے۔ میرا مونہہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ صاحب، اس نے تو ملک کو بر باد کر دیا۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ اس نے ملک کو محفوظ کر دیا۔ صاحب پوچھنے لگے اگر کوئی ہمسایہ ملک، پاکستان کے داخلی حالات کی خرابی سے فائدے اٹھانا چاہتا ہو۔ اور سیلا ب کی وجہ سے پیچھے ہٹ جائے تو کیا کہو گے۔ سوچو! جنگ سے محفوظ رہنا زیادہ کار آمد ہے یا پانی سے مالی اور تھوڑا سا جانی نقصان۔ جنگ میں تو نتائج کسی کے علم میں نہیں ہوتے۔ مگر طاقتور فریق ہی جیتنا ہے۔ اور پوری دنیا کو معلوم ہے کہ پاکستان موجودہ صورت حال میں بہت زیادہ قوت نہیں رکھتا۔ اس زاویہ سے سیلا ب تو ہمارے ملک کا محسن ثابت ہوا۔ صاحب کی باتوں پر یقین نہیں آیا۔ مگر یہ بھی خدشہ تھا کہ شائد درست ہوں۔ پر نہیں۔ نہیں شدید غلط فہمی ہوئی ہے۔ سیلا ب بہت بڑی بلا ہے۔ اٹھتے ہوئے صرف یہ پوچھا کہ موجودہ ٹام اینڈ جیری کون ہیں۔ صاحب نے خاموشی سے سٹڈی کی طرف دیکھا۔ دروازے سے ان کا پیلے رنگ کا پالتو ازدھا خاموشی سے باہر آ رہا تھا۔ ازدھے کا کھانے کا وقت ہو گیا ہے۔ چند دنوں بعد ملتے ہیں!